

[1996] سپریم کورٹ ریوٹس 7.S.C.R

ازعدالت عظمیٰ

جاناکی ایس مینن اور دیگران

بنام

ڈاکٹر وی آر ایس کرشنن اور دیگران

14 اکتوبر 1996

[کے رامسوامی اور ایس پی کر دو کر، جسٹسز]

مجموع ضابطہ دیوانی، 1908

آرڈر 21، قاعدہ 90- ریاستی واجبات کی وصولی کے لیے نیلامی فروخت - متوفی کی جائیداد کی تقسیم کے لیے مقدمہ - متوفی کی جائیداد سے وصول کیے جانے والے انکم ٹیکس ویلتھ ٹیکس وغیرہ کے بقایا واجبات - کچھ جائیدادوں کو نیلامی فروخت کے لیے رکھا گیا - اس بنیاد پر اعتراض کہ چونکہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 222 کے تحت فراہم کردہ طریقہ کار پر عمل نہیں کیا گیا تھا، اس لیے سول عدالت کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا - منعقد، انکم ٹیکس اور دیگر واجبات متوفی کی جائیداد پر پہلا الزام ہیں - متوفی کی جائیداد سے ٹیکس کے بقایا واجبات کی وصولی کے لیے کارروائی جائیداد کی تقسیم سے پہلے صحیح طریقے سے کی گئی تھی - ان حالات میں انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت آگے بڑھنے کی ضرورت ہے - عملداری دینے والی عدالت نے واجب الادا ٹیکس کی وصولی اور ریاست کو اس کی ادائیگی کے لیے بجا طور پر کارروائی کی ہے -

انکم ٹیکس ایکٹ، 1961

دفعہ 222 اور گوشوارہ II - ٹیکس کی وصولی کے لیے کارروائی - متوفی کی جائیداد کی تقسیم کے لیے دائر مقدمے میں انکم ٹیکس اور دیگر ٹیکسوں کی وصولی کے لیے شروع کی گئی کارروائی - ان حالات میں، ایکٹ کے تحت آگے بڑھنے کی ضرورت کو ختم کر دیا گیا -

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: دیوانی اپیل نمبر - 1996 کا 13216-17 -

سی - آر - پی - نمبر 1745 اور 1995 کے 1980 میں کیرالہ عدالت عالیہ کے مورخہ آئی - ڈی - 1 کے فیصلے اور حکم سے -

اپیل گزاروں کے لیے ڈی ڈی ٹھا کر اور رمیش بابو ایم آر

جواب دہندگان کے لیے اے ایس نمبیار، ایس بال کرشنن، ایس پرساد، مسز ریوتی راگھون، مسز شاننا واسودیون، پی کے منوہر اور کے

کے اگروال۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

اجازت دی گئی۔

ہم نے دونوں طرف سے قابل مشورے سنے ہیں۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیلیں کیرالہ کی عدالت عالیہ کے حکم سے پیدا ہوتی ہیں جو 1 نومبر 1995 کو سی آر پی نمبر 1745 اور 1995 کے 1980 میں دیا گیا تھا۔ اس کیس کی ایک چیکرڈ ہسٹری ہے، جس کی تفصیلات کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بیان کرنا کافی ہے کہ آنجہانی بنام مادھورا جہ پر انکم ٹیکس، بناملتھ ٹیکس اور زرعی انکم ٹیکس کے کچھ واجبات واجب الادا ہیں۔ ان کے انتقال پر، جب ایک تقسیم دعویٰ، یعنی او ایس۔ نمبر 1/64 حصص یافتگان کی ملاقات اور حدود کی رقم کے لحاظ سے جائیدادوں کی تقسیم کے لیے دائر کیا گیا تھا، ریاست کی طرف سے ٹیکس واجبات کی وصولی کے لیے جائیداد کو منسلک کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ فریقین کے درمیان ایک قرارداد کے مطابق، عدالت نے ضمیمہ سے بچنے کا حکم جاری کیا اور جوائنٹ کمشنروں کو اسٹیٹ سے واجبات وصول کرنے اور انکم ٹیکس اور دیگر سرکاری واجبات کی ادائیگی کرنے کی ہدایت کی۔ ایک درخواست پر، حتمی فرمان 15 جولائی 1967 کو منظور کیا گیا جس میں اپیل گزاروں نے 4/13 واں حصہ خریدا تھا۔ ریاست کے واجبات کی وصولی کے لیے حتمی حکم نامے کی کارروائی میں کچھ جائیدادوں کی نشاندہی کی گئی اور بالآخر دیوی ولاس بیلس کو بھی بقایا جات کی وصولی کے لیے 28 جنوری 1983 کے عدالت حکم سے فروخت کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ ریاست کے ٹیکس واجبات کی وصولی کے لیے جائیدادوں کو شریک حصص داروں کو فروخت کرنے کی کئی کوششیں ناکام رہیں۔ نتیجتاً، 18 اپریل 1992 کے عدالت حکم سے، جائیداد کو عوامی نیلامی کے ذریعے فروخت کرنے کی ہدایت دی گئی۔ مناسب تشہیر کے بعد، تنازعہ جائیداد 15 جون 1992 کو 31,15,000 روپے میں فروخت کر دی گئی۔ فروخت کی شرائط کے تحت بولی کی رقم کا ایک چوتھائی حصہ فوری طور پر جمع کرنا ضروری تھا اور اس کے بعد 15 دن کے اندر بقایا رقم جمع کرنی تھی۔ ڈیفالٹ میں، ایک چوتھائی رقم ضبط کی جانی تھی۔ اس دوران، قانونی چارہ جوئی زیر التواء، معاملہ دو بار اس عدالت تک پہنچا۔ ایس ایل پی (سی) نمبر 8040/92 اس عدالت میں دائر کیا گیا جس میں اس عدالت نے فروخت کی تصدیق پر روک لگانے کا ایک عبوری حکم جاری کیا۔ نتیجتاً نیلامی کے خریدار مدعا علیہ نے 26 جون 1992 کو عدالت میں درخواست دائر کی جس میں نیلامی سے دستبردار ہونے کی اجازت طلب کی گئی۔ اس درخواست کو زیر التواء رکھتے ہوئے، انہوں نے 29 جون 1992 کو تیسری چوتھی رقم جمع کرنے کے لیے وقت میں توسیع کے لیے ایک اور درخواست دائر کی۔ بالآخر، 19 ستمبر 1992 کے حکم کے ذریعے، اس عدالت نے عملدرآمد دینے والی عدالت کو پہلے سے کی گئی فروخت وغیرہ کی تصدیق کرنے کی آزادی کے ساتھ خصوصی اجازت کی درخواست کو مسترد کر دیا ہے۔ دریں اثناء، عدالت نے نیلامی سے دستبرداری کی اجازت اور وقت میں توسیع کے لیے نیلامی خریدار کی درخواستوں پر مبہم احکامات جاری کیے۔ نیلامی کے خریدار نے عدالت عالیہ میں نظر ثانی دائر کی۔ فاضل واحد جج نے ٹرائل کورٹ کو مزید ہدایت کی کہ وہ خصوصی اجازت کی درخواست میں اس عدالت کی طرف سے جاری کردہ ہدایت کی روشنی میں اس معاملے پر غور کرے۔

اپیل گزاروں نے آرڈر 21، قاعدہ 90، سی پی سی کے تحت فروخت کو الگ کرنے کے لیے درخواست بھی دائر کی۔ ان تمام معاملات کی ایک ساتھ سماعت ہوئی اور 16 اگست 1995 کے حکم نامے کے ذریعے عمل درآمد کرنے والی عدالت نے فروخت پر اعتراضات کو مسترد کر دیا اور بقایا رقم کی ادائیگی کے لیے توسیع کا وقت دے دیا۔ اس کے بعد اس معاملے کو نظر ثانی کے لیے عدالت عالیہ میں لے جایا گیا اور عدالت عالیہ نے نظر ثانی کی درخواستوں کو مسترد کر دیا۔ اس طرح، خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیلیں۔

اپیل گزاروں کے ماہر وکیل شری ڈی ڈی ٹھا کرنے دلیل دی ہے کہ ریکارڈ سے یہ واضح ہے کہ ٹیکس کی وصولی کے بقایا جات فروخت کی تاریخ تک ختم کر دیے قابل تھے۔ اس لیے جائیداد فروخت ہونے کے قابل نہیں تھی۔ اس عدالت نے دلیل پر غور کرتے ہوئے 27 نومبر 1995 کو ایک حکم جاری کیا جس میں جواب دہندگان کو یہ ریکارڈ رکھنے کی ہدایت کی گئی کہ آیا نیلامی کی تاریخ یعنی 15 جون 1992 تک کوئی ذمہ داری موجود تھی۔ اس کی پیروی میں، 6 دسمبر 1995 کا ایک سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا جس میں انکم ٹیکس آفیسر، وارڈ-2، پال گھاٹ نے تصدیق کی تھی کہ 515824 روپے کی رقم بھی کولینگوڈ اسٹیٹ کے وینوگوپال ورماراجہ کی جائیداد سے واجب الادا اور وصولی کے قابل ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اپیل گزاروں کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراض قابل قبول ہیں؟

یہ سچ ہے کہ عمل درآمد کرنے والی عدالت کی طرف سے منظور کردہ حکم میں یہ عرضی کہ جائیداد فروخت کی ذمہ دار نہیں تھی کیونکہ فروخت کی تاریخ تک بقایا جات پہلے ہی ختم ہو چکے تھے، اس غلط نظریے پر مناسب طریقے سے غور نہیں کیا گیا تھا کہ اس عدالت نے پہلے ہی ہدایت دی تھی کہ فروخت کی تصدیق کی جانی چاہیے یا نہیں اور جس فروخت کو عمل درآمد کرنے والی عدالت نے منظور کیا تھا اسے اس عدالت نے ایک اور پچھلے حکم میں برقرار رکھا تھا۔ لیکن ٹیکس ریکوری آفیسر کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ کے پیش نظر، تسلیم شدہ طور پر، 5 لاکھ روپے کی رقم واجب الادا تھی اور متوفی وینوگوپال ورماراجہ کی جائیداد سے وصول کی جاسکتی تھی۔ جناب ٹھا کرنے نے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 222 اور انکم ٹیکس، ویلتھ ٹیکس وغیرہ کے بقایا جات کی وصولی کے لیے اس ایکٹ کے شیڈول II میں تجویز کردہ طریقہ کار پر اصرار کیا ہے۔ چونکہ اس طریقہ کار پر عمل نہیں کیا گیا تھا اور قواعد کا قاعدہ 9 سول عدالت کے دائرہ اختیار میں رکاوٹ ہونے کی وجہ سے، رقم کی وصولی کے لیے کی جانے والی کارروائی قانون کے اختیار کے بغیر تھی۔ ہمیں دلیل میں کوئی طاقت نہیں ملتی ہے۔ دفعہ 222 اور شیڈول II ٹیکس وصولی افسر کے ذریعے ٹیکس وصول کنندہ یا ٹیکس وصول کنندہ کی جائیداد سے ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے لیے اپنائے جانے والے طریقہ کار سے متعلق ہیں۔ اس معاملے میں ٹیکس وصولی افسر نے ایکٹ کے تحت کارروائی نہیں کی تھی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جب ریاست کی طرف سے، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، جائیداد کے خلاف کارروائی کرنے کی کوشش کی گئی تھی، تو فریقین کے اتفاق رائے اور رضامندی سے، جائیداد کو ریاست کے بقایا جات کو ختم کرنے کے لیے فروخت کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ انکم ٹیکس اور دیگر واجبات متوفی کی جائیداد پر پہلا چارج ہوتے ہیں۔ لہذا، انہوں نے جائیدادوں کی تقسیم سے پہلے اسٹیٹ سے ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے لیے صحیح طریقے سے پیش قدمی کی تھی۔ نتیجتاً، انکم ٹیکس افسر نے اس کی وصولی کے لیے ایکٹ کی دفعہ 222 اور شیڈول II توضیحات کو استعمال نہیں کیا تھا۔ اس لیے ایکٹ کے تحت آگے بڑھنے کی ضرورت کو ختم کر دیا گیا۔ عمل درآمد کرنے والی عدالت واجب الادا ٹیکس کی وصولی کے ساتھ آگے بڑھنے اور ریاست کو اس کی ادائیگی کرنے کے اپنے اختیار کے اندر تھی۔

شری ٹھا کرنے دو دستاویزات پر انحصار کرنے کی کوشش کی جس میں یہ ذکر تھا کہ رقوم کو ایڈجسٹ کیا گیا تھا اور اس طرح اس سے ایک نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی گئی کہ وینگوپال در ماراجہ کی جائیداد سے کوئی رقم واجب الادا نہیں تھی۔ ہمیں اس کی اطاعت میں کوئی طاقت نہیں ملتی۔ یہ خطوط اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اسٹیٹ سے وصول کی جانے والی کل رقم میں سے سول عدالت کے مقرر کردہ جوائنٹ کمشنروں سے 660000 روپے کی رقم وصول کی گئی تھی اور یہ رقم اخراجات ٹیکس اور دولت ٹیکس کے لیے بقایا مخصوص رقوم کے لیے مختص کی گئی تھی۔ جہاں تک زرعی انکم ٹیکس کا تعلق ہے، کچھ جائیدادیں فروخت کی گئیں اور 12000 روپے اور اس سے زیادہ کی رقم سرپلس رہ گئی تھی۔ اس کی واپسی کے لیے، مقدمے کے مدعا علیہان میں سے ایک، یعنی ساتویں مدعا علیہان نے درخواست دی اور اس پر رقم کی واپسی کا حکم دیا گیا۔ یہ دونوں دستاویزات اس بات کی نشاندہی نہیں کریں گی کہ ٹیکس دہندہ کی طرف سے کوئی رقم واجب الادا نہیں تھی۔ جیسا کہ 6 دسمبر 1995 کو انکم ٹیکس افسر کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ سے پہلے دیکھا گیا ہے، 515000 روپے اور اضافی رقم بھی بھی واجب الادا تھی اور اسٹیٹ سے وصولی کے قابل تھی۔

اس کے بعد یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ چونکہ جائیداد قیمتی جائیداد ہے اور اسے معمولی رقم میں فروخت کیا گیا تھا، اس لیے یہ عدالت مداخلت کر سکتی ہے اور اپیل گزاروں کو جمع کی گئی چوتھی رقم پر سود اور نیلامی کے خریدار کو کچھ معاوضہ ادا کرنے کی ہدایت دے سکتی ہے۔ دلیل پر غور کرنے کے بعد، ہم اس معاملے کے حقائق پر پاتے ہیں کہ عدالت کی طرف سے فروخت میں مداخلت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اس سے پہلے کے موقع پر، پھانسی دینے والی عدالت نے فریقین کے درمیان فروخت کو نام طور پر محدود کر دیا تھا۔ اس عدالت نے موجودہ قانونی چارہ جوئی کے پہلے مرحلے میں کئی احکامات کے ذریعے جائیداد کو بچانے کی کوشش کی لیکن وہ بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ اس عدالت نے دوسرے موقع پر اس بات پر غور کرنے کی ہدایت کی تھی کہ فروخت کی تصدیق کی جائے گی یا نہیں۔ یہ عدالت اس سوال میں گئی تھی۔ یہاں تک کہ ٹیکس کی ذمہ داری بھی اس معاملے میں کچھ فیصلہ کن قرض دہندگان کے مسائل میں سے ایک تھی اور یہ عدالت اس دلیل سے متفق نہیں تھی کہ ٹیکس کے بقایا جات کے لیے کوئی ذمہ داری موجود نہیں تھی۔ اس پس منظر پر غور کرتے ہوئے، یعنی اس قانونی چارہ جوئی کی نوعیت جو چل رہی ہے اور اس عدالت کی طرف سے فریقین کے درمیان فروخت کے ذریعے بات چیت کے ذریعے معاملے کو حل کرنے کے کئی مواقع دیے گئے ہیں تاکہ ایک خوشگوار تصفیے تک پہنچ سکیں، بے سود ہونے کے بعد، ہم نہیں سمجھتے کہ یہ مداخلت کی ضمانت دینے والا ایک مناسب مقدمہ ہے۔ ہمیں طریقہ کار کی کوئی خلاف ورزی نظر نہیں آتی۔ بصورت دیگر، کسی بھی عدالت فروخت کو عمل درآمد کے اندر کامیابی کے ساتھ آگے نہیں بڑھایا جائے گا۔

اپیلوں کو اسی کے مطابق مسترد کر دیا جاتا ہے، لیکن حالات میں بغیر کسی قیمت کے۔

ہمیں مطلع کیا جاتا ہے کہ واجب الادا رقم پہلے ہی جمع کی جا چکی ہے۔ لہذا، یہ عمل درآمد کرنے والی عدالت لیے کھلا ہے کہ وہ فروخت کی تصدیق کرے۔ اپیل گزاروں کو آج سے چھ ماہ کا وقت اس جگہ کو خالی کرنے کے لیے دیا جاتا ہے، جس کا کچھ حصہ اپیل گزاروں کے قبضے میں ہے، بشرطیکہ آج سے چھ ہفتوں کی مدت کے اندر ان کی معمول کی ذمہ داری دائر کی جائے۔

آر۔ پی۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔